تقریظ و انتقاد

تفسیر سورۃ الفیل علامہ حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ

از جناب مولوی ابو اللیث شیر محمد صاحب ندوی

ترجمان القرآن کے ناظرین میں شاید بہت سے لوگ علامہ حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے واقفیت رکھتے ہوں۔ مولانا حمید الدین مرحوم کی ہستی اس آخری صدی کے اندر وہ ہستی تھی جو گوناگوں خصوصیات کی مالک تھی۔ مولانا کے متعلق بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تفسیر اور قرآن فہمی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں اپنا کوئی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آج سے تین سال قبل کا واقعہ ہے کہ متھرا کے کفرستان میں اسلام کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ مولانا کے انتقال سے علم و فن کو جو شدید نقصان پہنچا ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں، جو مولانا کی شخصیت سے واقف ہیں۔

یوں تو قدرت نے مولانا کو ہر قسم کی قابلیتیں عطا فرمائی تھیں، فارسی، انگریزی، اور عربی کے ماہر تھے لیکن درحقیقت ان تمام چیزوں میں جو چیز آپ کو تمام لوگوں پر ممتاز کرتی ہے وہ قرآن فہمی ہے۔ آپ کی کد و کاوش کا اصلی میدان قرآن تھا جس کے لیے آپ نے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ گو آپ حیدر آباد میں ایک گراں قدر مشاہرہ پر ایک ممتاز عہدہ پر فائز تھے لیکن آپ نے قرآن کے لیے مناصب اور زر و جواہر کی کوئی پروا نہیں کی اور ان سب چیزوں کو ترک کر کے اپنے کو کتاب الٰہی کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ شہرت پسندی کی راہ سے ہٹ کر اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر صرف قرآن کے اسرار حل کرنے میں صرف فرما دیا لیکن افسوس کہ مولانا نے جو کچھ جانا اور سمجھا، ابھی اس کا ایک حصہ بھی بتا اور سمجھا نہ سکے تھے کہ عمر کے ایام ختم ہو گئے اور یہ

آفتاب علم ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔

مولانا کے انتقال سے اہل علم کو جو صدمہ پہنچا اور علم و فن کو جو شدید نقصان لاحق ہوا، اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن خوش قسمتی سے مولانا نے اپنے پیچھے اپنی تحقیقات کا ایک کافی ذخیرہ چھوڑا ہے جس کی اشاعت سے اس نقصان کی کچھ تلافی ہو سکتی ہے جو مولانا کے انتقال سے ہوا ہے۔ مولانا نے جو مسودات چھوڑے ہیں وہ تمام تر تفسیر قرآن، بلاغت قرآن، حکمت قرآن، نظم قرآن، تاریخ قرآن اور اسلوب قرآن وغیرہ سے متعلق ہیں۔ اگر یہ مسودات چھپ جائیں تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن فہمی کی راہ سے بہت سی مشکلات دور ہو جائیں گی۔ افسوس کہ یہ قیمتی خزانہ بھی ابھی تک لوگوں کی بے توجہی کی وجہ سے سربمہر پڑا رہا اور سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے اب تک اس کی اشاعت کا کوئی انتظام نہ ہو سکا لیکن مخدومی جناب ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سول سرجن بارہ بنکی اور جناب حفیظ احمد صاحب منصف حیدرآباد قابل ستائش اور مبارک باد ہیں کہ ان کی کوششوں سے، مولانا کی عربی تصانیف میں سے سورۃ الفیل کی تفسیر چھپ کر منظر عام پر آئی ہے۔

یہ تفسیر اپنے مضامین کے اعتبار سے بالکل نئی ہے۔ اس میں کل پندرہ فصلیں ہیں جن میں ایسے مباحث ہیں جن سے آپ کے کان غالباً اس سے پہلے آشنا نہ ہوئے ہوں گے۔ پہلی فصل میں سورہ کے مشکل الفاظ کی تشریح ہے اور دوسری فصل میں اس پر بحث ہے کہ الم تر کا مخاطب کون ہے۔ عام طور سے مفسرین یہی کہتے ہیں کہ اس سورہ میں آں حضور صلعم کو خطاب کیا گیا ہے لیکن مولانا کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ مولانا کے نزدیک اس سورہ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جنھوں نے واقعۂ فیل کو بچشم خود دیکھا ہے یا جن کو دیکھنے والوں کے ذریعہ سے اس کا علم یقینی حاصل ہوا ہے۔ مولانا نے قرآن سے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع کو صیغۂ واحد کے ساتھ خطاب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ چار اسباب ذکر کیے ہیں جن کی بنا پر مولانا نے عام مفسرین کے خلاف، مخاطب کے بارے میں رائے قائم کی ہے

ان اسباب کی تفصیل، تطویل کی باعث ہوگی لیکن تیسرا سبب کسی قدر دلچسپ ہے اس لئے اس کا خلاصہ پیش کیے بغیر آگے بڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مولٰنا فرماتے ہیں کہ اگر "الم تر" کا مخاطب آنحضور صلعم کو قرار دیا جائے تو بجائے اس کے کہ اس سورہ سے مشرکین پر کوئی حجت قائم ہو مشرکین اس سے خود آنحضور صلعم پر حجت قائم کرنے لگیں گے کیونکہ آنحضور صلعم کو مخاطب فرض کر لینے کے بعد لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس سورہ میں آنحضور صلعم کو تسلی دینی مقصود ہے کہ ہم نے جس طرح خانۂ کعبہ کے دشمنوں کو شکست دی اسی طرح اپنے دشمنوں یعنی مشرکین کو بھی شکست دیں گے اس لیے تم صبر سے کام لو۔ ظاہر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھ کر، مشرکین عرب کو ضرور سنائینگے کیونکہ قرآن اسی لیے نازل ہوا ہے (وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث) اور مشرکین عرب سن کر یہ ضرور کہیں گے کہ ہم اللہ کی مدد کے زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ ہم خانۂ کعبہ کے کلید بردار ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیونکر ہمارے دشمنوں کو شکست دی؟ اس لیے معلوم ہوا کہ اس سورہ کا مقصود آنحضور صلعم کی تسلی اور مشرکین عرب کی تہدید نہیں ہے بلکہ اس کی غرض خاص انعامات کو یاد دلا کر مشرکین عرب کو توحید کی دعوت دینی ہے جیسا کہ بعد کی سورۃ میں اس کی تصریح ہے۔ اس بنا پر ضروری ہے کہ الم کا مخاطب مشرکین کو قرار دیا جائے نہ کہ آنحضور صلعم کو۔

تیسری فصل میں سورہ کا عمود بیان کیا ہے اور ماقبل اور مابعد کی سورتوں سے اس سورہ کا تعلق واضح کیا ہے کیونکہ مولانا اس بات کے قائل ہیں، کہ قرآن کی نہ صرف آیتیں بلکہ سورتیں بھی باہمدگر مربوط ہیں۔ اس سورہ کا موضوع مولٰنا کے نزدیک یہ ہے کہ مشرکین عرب پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے اپنے گھر کی برکت سے ان کی اور ان کے شہر کی حفاظت کی ہے۔ اور اس کی بدولت ان کو بہت فضیلت اور عزت عطا فرمائی ہے۔ اس کے بعد کی فصل میں وہ آٹھ وجوہ بتائے ہیں جن کی بنا پر خانۂ کعبہ کی فضیلت تمام معابد پر ثابت ہوتی ہے۔ پانچویں فصل میں چند حقائق کا ذکر اور چند شبہات کا ازالہ ہے

چھٹی فصل میں قرآن کے بیان کے مطابق واقعہ فیل کا خلاصہ ہے۔

اس کے بعد کی فصلیں بہت زیادہ معرکۃ الآرا ہیں۔ ان فصلوں میں مولانا نے بہت سی مشہور تاویلوں کی تردید کی ہے مثلاً عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ ترمیھم کا فاعل طیر ہے اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ چڑیوں نے اصحاب فیل پر تیغیر برسائے لیکن مولانا کا خیال ہے کہ چڑیوں کے ارسال کا ذکر بھی ایک انعام ہی کے واضح کرنے کے لیے کیا گیا۔ چنانچہ اگر خدا نے ان چڑیوں کو نہ بھیجا ہوتا تو اصحاب فیل کی لاشوں کے سڑنے سے بیماریاں پھیل جاتیں اور وہاں رہنا دشوار ہوجاتا یہ خیال بالکل نیا ہے اس لیے کھٹکتا ہے اور اس میں مختلف قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں لیکن اس کتاب کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ جہاں کوئی شبہہ پیدا ہوتا ہے اس کا جواب بھی وہیں کتاب کے اندر مل جاتا ہے اس وقت موقع نہیں ورنہ چند شبہات اور ان کے جوابات کا خلاصہ پیش کرتا لیکن ناظرین اگر اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں گے تو میرے اس قول کی تصدیق کریں گے۔ بارھویں فصل تک حجارۃ ہی کے متعلق بحثیں ہیں۔ اس کے بعد وہ اسباب بیان کیے ہیں جن کی وجہ سے صحیح تاویل کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ ترمیھم سے پہلے طیر کا ذکر ہے۔ اس لیے اس کا فاعل طیر ہی کو قرار دیا جاتا ہے لیکن مولانا کے نزدیک ترمیھم کا فاعل انت ہے۔ اور یہ جملہ یا تو متانفہ ہے یا علیھم کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یہاں مولانا نے قرآن اور کلام عرب سے بہت سی مثالیں پیش کرکے یہ دکھلایا ہے کہ ضمیر مجرور سے عام طور پر حال واقع ہوتا ہے۔

اس کے بعد کی فصلوں میں رمی جمار کی حقیقت سے بحث کی ہے اور پھر متعدد دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حج میں رمی جمار کی رسم بھی اسی واقعہ کی یادگار ہے اس کے بعد اخیر میں یہ دکھلایا ہے کہ اگر رمی جمار کو اس واقعہ کی یادگار قرار دیا جائے تو اس کو ادا کرنے کے وقت نفس پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

غرض یہ کتاب جدید مباحث اور گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ بقول شاعر۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اہل علم سے درخواست ہے کہ اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں، اور مطالعہ سے قبل رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کریں مولانا کی جو تفسیریں اب تک شائع ہوئی ہیں وہ دراصل مختلف سورتوں کی الگ الگ تفسیریں ہیں لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان ٹکڑوں کا مطالعہ زیادہ سودمند نہ ہوگا۔ کیونکہ جن سورتوں کی تفسیر اب تک شائع ہوئی ہیں یہ تمام سورتیں دراصل وہ ہیں جن میں کوئی خاص اشکال ہے یا جنمیں مولانا کوئی خاص رائے رکھتے ہیں۔ ان اجزار کا مطالعہ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ان سے قرآن سمجھنے کے اصول معلوم ہوتے ہیں۔ اور وہ کلید ہاتھ آتی ہے جس سے فہم قرآن کا دروازہ کھلتا ہے اخیر میں میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مولانا کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف تمام تر عربی میں ہیں لیکن تفسیر کے جو مطبوعہ اجزار عربی میں تھے اس کے اکثر حصوں کا ترجمہ اردو داں طبقہ کے لیے مولانا کے لائق شاگرد مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے کر دیا ہے اور دراصل یہ حق بھی انہیں کا تھا۔ سورۃ النمل کا ترجمہ بھی تیار ہے لیکن دیکھیے اس کی طباعت اور اشاعت کا کب انتظام ہوتا ہے۔